نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ پر کرتے نہیں" متی ۲۳/۳ ۔

فریق ثانی

اسکے جواب میں ڈپٹی آتھم نے پرچہ دوم ۲۴ مئی ۱۸۹۳ء میں انجیل کی فضیلت وکمال اسی انجیل کے چھ حوالوں سے بیان کی جسکو اصل مدعا سے کوئی تعلق نہیں (۲) پھر کادیانی کے معنے استقراء کو تسلیم کرکے کہا ہے۔ کہ مسیح کا مقدمہ اس سے مستثنےٰ ہے۔ جسپر پیشگویاں سابق الذکر دلیل ہیں ومزید براں مسئلہ کثرت فی الوحدت عہد عتیق میں موجود ہے۔ اول پیدائش باب ۱ آیت ۲۶ میں کہ خدا نے کہا کہ ہم آدم کو اپنی صورت پر اور اپنی شکلوں پر بناویں۔ اور پیدائش ۳۔ باب ۲۲ میں کہ انسان نیک وبد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہوگیا ہے (۳)۔ پھر یہودیوں سے اور سید احمد خاں بالقابہ سے جا لپٹے ہیں۔ اور اُن کی تاویل کے عدم صحت کے مظہر ہوئے (۴)۔ پھر کہا الوہیت مسیح تثلیث ادراک سے باہر ہے۔ ہمنے اسکا امکان عقل سے ثابت کردیا (۵) آخر میں یوحنا باب ۱۰ کا وہی جواب دیا۔ جو پہلے پرچہ ۳ مئی میں دے چکے ہیں۔

کادیانی

اسکے جواب میں کادیانی پرچہ اول ۲۵ مئی ۱۸۹۳ء میں قرآن کے کمال کی بحث کی ہے جسکو اصل سوال الوہیت مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔

فریق ثانی

اسکے جواب میں ڈپٹی آتھم نے پرچہ ۲۵ مئی ۱۸۹۳ء میں ایک فہرست پیش کی ہے جسمیں پہلے الوہیت مسیح کے ثبوت میں یرمیاہ ۲۳۔ باب ۶ سے نقل کیا ہے۔ اسکے دنوں یہودا نجات پاویگا۔ اور اسرائیل سلامتی سے سکونت کریگا۔ اور اُسکا یہ نام رکھا جاویگا۔ خداوند ہماری صداقت اصل میں ہے یہوواصدقینو۔ (۲) پھر یسعیاہ ۷۔ باب ۱۴۔ وہ باب ۱۰ سے نقل کیا ہے۔ دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُسکا نام عمانوایل رکھیں گے۔ تم منصوبہ باندھو پر وہ باطل ہوگا۔ حکم سناؤ پر وہ نہ ٹھیریگا۔ کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اور اسکے تائید میں چند حوالے اور دیئے ہیں (۳) پھر مسیح کے چند لازمی صفات سے اسکی الوہیت ثابت کی ہے اور اسپر عہد جدید کا حسب تفصیل ذیل حوالہ دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اوّل ازلیّت

اسکے ثبوت میں یوحنا ۱ باب ۱ سے ۳ کی یہ عبارت نقل کی ہے ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اس سے موجود ہوئی ہیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ جو بغیر اسکے ہوئی ہو" اور یوحنا ۸ باب ۵۸ سے نقل کیا ہے۔ یسوع نے کہا" میں تمسے سچ سچ کہتا ہوں کہ پیشتر اس سے کہ ابراہام ہو میں ہوں۔ اور مکاشفات ۱ باب ۸ سے نقل کیا ہے۔ کہ میں الفا اور اومیگا اوّل آخر جو ہے اور تھا۔ اور آنے والا قادر مطلق ہوں۔ +

دوم خالقیت

اسکے ثبوت میں یوحنا ۱ باب ۳ و ۱۰ سے نقل کیا ہے۔ سب چیزیں اسی سے موجود ہوئیں کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اسکے ہوئی ہو۔ +

سوم محافظ کل ہستی

اسکے ثبوت میں قلسی ۱ باب ۱۷ سے نقل کیا ہے وہ سب سے آگے ہے اور اُس سے ساری چیزیں بحال رہتی ہیں۔ +

چہارم لاتبدیل

اسکے ثبوت میں عبرانی ۱۳ باب ۸ سے نقل کیا ہے۔ یسوع مسیح کل اور آج ابد تک ایکسان ہے۔ +

پنجم ہمہ دانی

اسکے ثبوت میں مکاشفات ۲ باب ۲۳ سے نقل کیا ہے۔ میں وہی ہوں یعنے مسیح جو دلوں اور گردوں کا جانچنے والا ہوں۔ اور میں تم میں سے ہر ایک کو اسکے کاموں کا بدلہ دونگا۔ +

ششم حاضر و ناظر (مکانی)

اس کے ثبوت میں متی ۱۸ باب ۲۰ سے نقل کیا ہے۔ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہوں وہاں میں اُن کے بیچ میں ہوں۔ (زمانی) اس کے ثبوت میں متی ۲۸ باب ۲۰ یوحنا ۱۴ باب ۱۶ کا صرف حوالہ دیا ہے۔ +

ہفتم قادر مطلق

اسکے ثبوت میں یوحنا ۵/۱۹ سے نقل کیا ہے جسطرح باپ مردوں کو اٹھاتا ہے اور جلاتا ہے بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے جلاتا ہے اور مکاشفات ۱/۸ سے قول سابق الذکر نقل کیا ہے۔ ÷

ہشتم جسکو خوش بیانی سے سوم قرار دیا ہے المسیح مالک کل ہے

اسکے ثبوت میں رومی ۱۴ باب ۹ سے نقل کیا ہے کہ مسیح اسلئے ہوا۔ اور اٹھا اور جیا کہ مردوں اور زندوں کا بھی خداوند ہوا۔ متطاوس ۶/۱۰ اعمال ۱۰/۴۲ وغیرہ۔

نہم (یا بقول انہم چہارم) مسیح کل عالم کا اختیار رکھتا ہے

اس کے ثبوت میں متی ۲۸/۱۸ سے نقل کیا ہے کہ یسوع نے پاس آکر اسے کہا کہ آسمان وزمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا۔

دہم (یا بقول انہم پنجم) المسیح کی پرستش

اس کے ثبوت میں متی ۲/۱۱ وغیرہ کو پیش کیا ہے۔ ÷

یازدہم (یا بقول انہم ششم) المسیح سے دعا مانگی جاتی ہے

اس کے ثبوت میں اعمال ۷/۵۹ وغیرہ کو پیش کیا۔ ÷

دوازدہم (یا بقول انہم ہفتم) المسیح دنیا کی عدالت کریگا۔

اس کے ثبوت میں متی ۱۶/۲۷ سے نقل کیا کہ مسیح ہر ایک کو اوس کے عمل کے موافق بدلہ دے گا۔ ÷

سیزدہم (یا بقول انہم ہشتم) المسیح گناہ بخشتا ہے۔

اس کے ثبوت میں متی ۹/۶ سے نقل کیا ابن آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے۔ ÷

چہاردہم (یا بقول انہم نہم) مسیح اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے

اسکے ثبوت میں مکاشفات ۱/۱ و ۲۲/۶ و متی ۱۳/۴۱ کو پیش کیا ان حوالجات وعبارات کو نقل کرنے کے بعد ڈپٹی انہم نے ایک نوٹ کی ضمن میں کہا ہے کہ اگر مسیح محض انسان ہوتا تو صفات مذکورہ بالا جو فقط ذات باری پر عائد ہوسکتیں ہیں اسپر کس طرح عائد ہوسکتیں۔ ÷

کادیانی

اسکے جواب میں کادیانی پرچہ دوم ۲۵ مئی ۱۸۹۳ء میں وہی پُرانا رونا رویا ہے۔ کہ یہ پیشگویان مری شرط کے موافق نہیں۔ میری شرط یہ تھی۔ کہ پہلے الہامی کتاب سے دعوائے الوہیت مسیح پیش کیا جاوے پھر عقلی دلائل سے انکا ثبوت دیا جاوے۔ اور یہ پیشگویاں عقلی دلائل نہیں۔ بلکہ خود دعاوے ہیں جو محتاج ثبوت ہیں۔ اسکے بعد وہی پورانا قول مسیح کا یوحنا باب ۱۰ سے نقل کیا اور کہا کہ اس قول میں مسیح نے اپنی الوہیت سے صاف انکار کیا ہے۔ (۳) اسکے بعد کہا کہ مسیح خدا یا خدا کا حقیقی بیٹا ہوتا تو یہودیوں کے جواب میں بقول ڈپٹی عبداللہ آتھم ڈر نہ جاتا اور تقیہ نکرتا۔ بلکہ صاف الوہیت کے مدعی ہوتا۔ اور اُسکے ثبوت میں یہ پیشگویاں پیش کرتا۔ اور دوسرا ثبوت اپنی الوہیت کا یہ پیش کرتا کہ مینے فلان چیز پیدا کی ہے۔ (۴) اُسکے بعد اُن پیشگویوں کے مقابلہ و معارضہ مین چار مقام انجیل کے پیش کئے۔ اوّل وہ مقام جسمیں مسیح نے قیامت کے علم سے لاعلمی ظاہر کی تھی دوم وہ مقام متی ۱۹/۱۶ جسمیں آپنی اُس شخص کو جس نے آپ کو نیک کہا تھا۔ فرمایا ہے کوئی نیک نہیں۔ مگر ایک خدا سوم وہ مقام متی ۲۰/۴۰ جسمیں آپ نے بہشت کی دائیں بائیں بیٹھانے کی درخواست کے جواب میں فرمایا ہے کہ اُسمیں میرا اختیار نہیں چہارم وہ مقام متی ۴۶/۳۸ جسمیں آپ کا صلیب سے بچنے کے لئے رو رو کر دعا کرنا پایا جاتا ہے۔ پھر کادیانی نے کہا ہے کہ آپ نے حواریوں سے بھی دعا کرائی تھی جیسے عام انسان مصیبتوں کے وقت مسجدوں میں جاکر دعائیں کراتے ہیں۔ مگر وہ دُعا قبول نہوئی۔ پھر کہا اس سے وہ عام پیشگویاں رد ہوگئیں آخر میں (۵) کادیانے نے یہ کہا کہ اگر آپ مسیح کو قادر مطلق کہتے ہیں تو آپ اس سے نشان طلب کریں۔ اور میں خدا تعالےٰ سے (جو درحقیقت قادر مطلق ہے نہ بگفتن اور وہ مجھ سے بالمقابلہ نشان دکھانیکا وعدہ کر چکا ہے) طلب کرتا ہوں۔ اگر بالمقابلہ میں نشان دکھانے سے قاصر رہا۔ یا آپ نے بھی میرے مقابلہ کوئی نشان دکھا دیا تو میں ہر ایک سزا کو اپنے اوپر اُٹھا لونگا۔

فریق ثانی

اسکے جواب میں ڈپٹی آتھم نے پرچہ اوّل ۲۶ مئی ۱۸۹۳ء نے اکثر پرانی باتوں کا اعادہ کیا اور بعض جو نئی لکھیں وہ اصل مدعا سے اجنبی کہیں آوّل یوحنا باب ۱۰ کا وہی پرانا جواب دیا اسمیں اسقدر بڑھا دیا کہ یہ جواب اپنی انسانیت کے نظر سے دیا تھا اور آپ نے یہ فرمایا۔ کہ اگر میں اپنی انسانیت سے بھی اپنے آپ کو ابن اللہ کہوں تو اس سے کچھ زیادہ نہیں کہ تمہارے بنی خدا کہلائے پھر (۲) کہا وہ اپنی انسانیت میں بھی مخصوص اور مرسلہ شخص تھا جسکے معنے الوہیت کے کئے گئے ہیں۔ پھر (۳) کہا اُسنے جو قیامت اور بہشت کے داہنے بائیں بیٹھانے کے اختیار کی نفی کی ہے اسکے انسان ہونیکی نظر سے ہے۔ اور ایسی ہی نیک ہونے کی اور اکیلے خدا کے نیک ہونے کا اثبات اُس شخص کے خطاب میں تھا جو اُسکو نیک نہ سمجھتا تھا۔ پھر (۴) کہا قرآن کا راہ نجات میں کمال کیونکر ہے۔ اور (۵) کہا کلمۂ توحید سے حصول نجات ناممکن ہے۔ شیطان بھی خدا کو ایک جانتا اور ایک کہتا تھا۔ اور (۶) کہا صداقت محتاج دلیل نہیں ہوتی لہذا وہ پیشگویاں جو خود صداقت و دلائل ہیں۔ محتاج ثبوت و دلائل نہیں ہیں۔ پھر (۷) کہا مسیح نے بحیثیت انسانی کچھ نہیں بنایا۔ مگر بحیثیت الوہیت سب کچھ اوس نے بنایا۔ مسیح (۸) یہودیوں سے ڈر نہیں گیا بلکہ اُنکے غصہ کو فرو کیا۔ پھر (۹) کہا مسیح نے مظہر اللہ ہو کر وہ صفات ظاہر کئے ہیں جو اور طرح پر نہ ہو سکتے تھے۔ اور (۱۰) کہا خدا کا باپ ہونا متی ۶/۹ خدا محبت ہے یوحنا ۳/۱۶ خدا روح ہے یوحنا ۴/۲۴۔ اور (۱۱) کہا کثرت فی الوحدت توریت میں صاف لکھی تھی اور اُسپر آیات منقولہ صفحہ ۲۲۹ کا حوالہ دیا۔ اور (۱۲) کہا فریسی اور فقیہوں کے حق میں مسیح کے قول کی (جو کادیانی کے پرچہ ۲۴ مئی سے بصفحہ ۲۲۸ رسالہ ہذا منقول ہے) یہ معنی ہیں کہ وہ لوگ مخالف توریت ہیں۔ اور (۱۳) کہا بدن مسیح کے زوال کو کفارہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ۵

کادیانی

کادیانی نے اسکے جواب میں پرچہ اول ۲۶ مئی ۱۸۹۳ء میں کمال وضاحت کی طولانی اور

اجنبی بحث کی ہے اور اسکا ثمرہ نجات یافتہ سے نشان نمائی و صدور کرامات قرار دیا ہے۔ اور اسمین اپنی مخاطب سے چیلنج اطلب معارضہ مقابلہ کیا۔ اور کہا ہے کہ اگر آپ نجات پر ہیں تو نشان دکھاویں یا اپنے عجز کا اقرار کر کے مجھ سے نشان طلب کریں۔ مجھے خدا تعالےٰ نے فتح اور نشان نمائی کا وعدہ دیا ہے میں ضرور نشان دکھاؤنگا۔ اور آپ پر فتح پاؤنگا۔ ٭

فریق ثانی

اسکے جواب میں ڈپٹی عبداللہ آتھم نے پرچہ ۲۶ مئی ۱۸۹۳ء یوحنا باب ۱۰ کا وہی پرانا جواب دیا ہے کہ مسیح نے یہودیونکو یہ کہا تھا۔ کہ میں انسان ہو کر بھی اپنے آپ کو ابن اللہ کہہ سکتا ہوں اور کہا ہے اس جواب کی نسبت یہ کہنا کہ مسیح نے یہ کیوں نہ کہا کہ میری الوہیت کی تصدیق فلان فلان پیشگوئی میں ہے خدا کی کلام میں چون و چرا کرنا ہے اور یہ کہنا ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ خدا نے دو آنکھیں پیشانی کے پیچھے کیوں نہ لگادیں۔ (۲) پھر کہا کہ کادیانی نے یہ سچ نہیں کہا کہ مسیح نے حواریوں سے دعا چاہی۔ پھر (۳) کہا نشان دکھانے سے ہم عاجز ہیں۔ اپنی اندر اس کی استطاعت نہیں رکھتی۔ لیکن جناب کو اسپر ناز ہے تو آپ نشان دکھا دیں یہ تین شخص پیش کئے جاتے ہیں ایک اندھا۔ ایک لنگڑا۔ ایک گونگا آپ انکو اچھا کر دکھاویں۔ اور خلق خدا پر رحم کریں۔ اور اپنا چیلنج پورا کریں (۴) پھر کہا نجات کے بارہ میں جو آپنے کہا ہے اُسکی پرتال ہم آئندہ کرینگے۔ کیونکہ اسکا موقعہ وہی ہے۔ جب ہمارے حملے شروع ہونگے (اس قول میں ڈپٹی آتھم نے صاف اقرار کیا۔ کہ اس موقعہ پر نجات کی بحث اجنبی ہے اور یہ نہ سوچا کہ پھر ہمنے اس بحث کو کیوں چھیڑا۔ اور پرچہ نمبر ۲۳ و ۲۶ مئی ۱۸۹۳ء میں کیوں اس کی بابت سوال کیا اور کادیانی کو خروج از بحث کا کیوں موقعہ دیا) ٭

کادیانی

اسکے جواب میں کادیانی نے پرچہ دوم ۲۶ مئی ۱۸۹۳ء پھر مسیح کا قول انجیل یوحنا باب ۱۰ سے پیش کیا۔ (۲) اور لفظ مخصوص اور مرسل کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ الفاظ موسیٰ اور ہارون کے حق میں کہے گئے ہیں۔ اور اُسپر چند حوالے دیئے۔ پھر (۳) نشان نمائی کی درخواست کا جواب

یہ دیا ہے کہ ایسے خاص نشان دکھانا مسیحیوں کے لئے حضرت عیسے نشان قرار دے گئے اور فرما گئے ہیں کہ اگر تم سچے ایماندار ہو تو تمہاری یہ علامت ہے کہ بیمار پر ہاتھ رکھو گے وہ چنگا ہو جائے گا اور حضرت مسیح یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر تم میں رائی کے دانہ برابر ایمان ہوتا تو اگر تم پہاڑ کو کہتے کہ یہاں سے چلا جا تو وہ چلا جاتا۔ بناءً علیہ آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہی ان بیماریوں پر ہاتھ رکھ کر انکو چنگا کر دیں۔ ورنہ رائی برابر بھی ایمان ہاتھ سے جاتا رہیگا پھر کہا کہ یہ الزام ہمپر عاید نہیں ہوتا ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن میں ہماری یہ نشانی مقرر نہیں کی۔ اور یہ کہیں نہیں فرمایا کہ تمکو یہ اقتدار دیا جائیگا۔ کہ تم اقتداری طور پر جو نشان چاہو گے دکھاؤ گے بلکہ صاف فرما دیا ہے قل انما الایات عند اللہ یعنے انکو کہدے کہ نشان اللہ کے پاس ہیں جس نشان کو خدا چاہتا ہے اوسکو ظاہر کرتا ہے۔ (۵) اور کہا حضرت مسیح بھی اقتداری نشان دکھانے سے عاجز رہے۔ مرقس ۸ ۱۱ و ۱۲ میں ہے کہ اُسنے فریسیوں سے آہ کھینچ کر نشان دکھانے سے صاف انکار کر دیا۔ یہودیوں نے کہا تھا کہ مسیح اسرائیل کا بادشاہ ہے تو صلیب سے اُتر آوے۔ مسیح نہ اُتر سکے متی ۱۲۔ ۳۸ میں ہے کہ اُس نے کہا کہ اس زمانہ کے بداور حرام کار لوگ نشان مانگتے ہیں۔ یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان نہ دکھلایا جاویگا۔ (۶) اور کہا خدا تعالےٰ نے مجھے جو نشان دکھانے کا وعدہ دیا ہے۔ اُس سے یہ مراد ہے کہ کوئی ایسا نشان ہوگا جو انسانی طاقتوں سے باہر ہوگا۔ معلوم نہیں کہ کس طور کا ہوگا اگر میں اسمیں جھوٹا نکلوں تو جو سزا آپ چاہیں مجھے منظور ہے۔ اور اگر مجھ سے ایسے خاص نشان چاہیں گے جیسے حضرت مسیح بھی نہیں دکھا سکے۔ بلکہ سوال کرنیوالوں کو دوگالیاں سنا دیں تو میرے نزدیک ایسے نشان دکھانے کا دم مارنا کفر ہے۔ ۵۲

۵۱ یہاں تو یہ تصریح ہے۔ اور کتاب دساوس کے صفحہ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷ وغیرہ میں اہل کمال کے لئے اقتداری خوارق حاصل ہونے کا دعوے کیا ہے صفحہ ۶۷ میں کہا ہے اور ہمارے ہادی ومقتدا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ اقتداری خوارق نہ صرف آپ ہی دکھلائے ہیں بلکہ ان خوارق کا ایک لمبا سلسلہ روز قیامت تک اپنی امت میں چھوڑ دیا الخ

۵۲ کتاب دساوس میں اس کفر کا آپ دم مار چکے ہیں۔ حاشیہ نمبر ا صفحہ ہذا ملاحظہ ہو۔ ۱۲

فریق ثانی

اسکے جواب میں ڈپٹی آتھم نے پرچہ ۷ مئی ۱۸۹۴ء میں پہلے راہ نجات و نشانی نجات کی بحث کو آئندہ ہفتہ پر ملتوی کیا (اب آپکو سوجھا کہ اس اجنبی بحث کو ہمنے بے وقت اور بے محل چھیڑا تھا)۔ (۲) پھر قول یوحنا باب ۱۰ کے نسبت کہا کہ ہم اسکا جواب بارہا دے چکے ہیں۔ اسکا اعادہ و تکرار کیوں چلا جاتا ہے۔ (۳) پھر لفظ مخصوص و مرسل کے بحق غیر مسیح پائے جانے سے انکار ظاہر کیا۔ (۴) پھر کہا عیسائی مذہب میں نشان نمائی کی علامت ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ کی علامت محبت ہے اور اُسپر اعمال ۸/۱۴ اول قرنتی ۱۳/۲ و ۸ کا حوالہ دیا۔ (۵) پھر کہا مسیح نے مطلق نشان دکھانے سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ خاص کر بد اور حرام کار لوگونکو جو نشان دیکھ کر ٹھٹھا کرنے کو اَور نشان مانگتے تھے۔ نشان دکھانے سے انکار کیا۔ (۶) پھر کہا اور حرام کار کو بد اور حرام کار کہنا گالی نہیں۔ آپ ایک معصوم بننے کی طرف گالی دینے کو منسوب کرتے ہیں۔ اور آپ اسلام کی موافقت نہیں کرتے۔ *

کادیانی

اسکے جواب میں کادیانی پرچہ ۷ مئی ۱۸۹۳ء میں وہی پُرانا رونا رویا ہے۔ کہ میری سوال کا جواب میری شرط کے موافق نہیں دیا گیا۔ شرط یہ تھی کہ پہلے انجیل سے دعوے الوہیت مسیح پیش کیا جاوے۔ پھر اسی انجیل سے اسکے عقلی دلائل نکالے جائیں مگر ڈپٹی صاحب نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ بجائے دلائل عقلیہ انجیل ہی کے چند پیشگوئیوں کو جو خود دعاوی ہیں۔ نہ دلائل پیش کر دیا ہے۔ ایسے دعاوے تو ہندو بھی اپنے پرانوں اور ساستروں سے پیش کرتے ہیں۔ اور اور اُنسے برہما بشن مہادیو کی الوہیت ثابت کرتے ہیں۔ پھر جب اُنکے نقلی دلائل سے برہما بشن مہادیو کی الوہیت ثابت نہ ہوئی تو اُن پیشگوئیوں سے حضرت مسیح کی الوہیت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے۔ (۲) پھر انجیل یوحنا باب ۱۰ سے قول مسیح پیش کیا۔ اور اس سے مسیح کا انکار الوہیت نکالا۔ جو کادیانی کی کلام صفحہ ۲۲۸ میں نقل ہو چکا ہے۔ (۳) پھر ان پیشگوئیونکے مقابلہ چند آیات قرآن کو پیش کیا جنمیں یہ بیان ہے

کہ یہود نصاریٰ کے معبود غیر و مسیح و احبار و رہبان لایق عبادت نہیں ہیں۔ یہ لوگ کسی چیز کے خالق نہیں (۱۳) پھر اسکے بیچ میں محض اجنبی بات یہ بھی کہدی کہ مسیح نے کہا ہے کہ روح حق آوے تو تمہیں سچائی کی راہ بتاوے اور اس سے آنحضرت مراد ہیں نہ روح القدس۔ پھر ڈپٹی آتھم کے اس بات کا کہ چاند سورج وغیرہ حضرت مسیح نے پیدا کئے ہیں۔ یہ جواب دیا ہے کہ یہ دعوے ہے نہ دلیل (۱۴) پھر عیسائی مذہب میں نشان نمائی کے عام ہونے پر یوحنا ۱۴/۱۲ سے نقل کیا کہ جو مجھپر ایمان لاتا ہے۔ جو میں کام کرتا وہی کام کرے گا (۱۵) پھر اسکے دست آویز سے عیسائیوں سے نشان طلب کیا (۱۶) پھر کہا ہے کہ مسیح نے اگر خاص لوگوں کو نشان دکھانے سے انکار کیا تھا۔ جو دیکھ چکے ہیں تو میں بھی تم کو ایک نشان دکھا چکا ہوں۔ جسکا نور افشاں ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء میں ذکر ہے (یعنے پھر مجھ سے دوبارہ نشان مانگتے ہو تو میں بھی انکار کر سکتا ہوں۔ جیسے مسیح نے کیا تھا) (۱۷) پھر اخیر میں کہا کہ میں آئندہ بھی نشان دکھانے کو تیار ہوں۔ صرف درخواست اور تحریر شرائط کے دیر ہے (۱۹) پھر گالی دینے کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ ایک الزامی جواب ہے۔ آپ ہی کے مذہب کے موافق کہا گیا ہے۔ میں حضرت مسیح کو ایک سچا نبی جانتا ہوں۔ *

فریق ثانی

اسکے جواب میں کادیانی کے دوسرے خصم ڈاکٹر ایچ ایم کلارک ڈپٹی عبداللہ آتھم کے بیماری کی علت سے میدان میں آئے اور اُنہوں نے بھی اپنے پرچہ اول ۹ مئی ۱۸۹۳ء میں کئی پرانی باتیں ڈپٹی آتھم کی کہی ہوئی کہیں۔ اور کچھ نئی کہیں جنمیں بعض اصل مقصود سے اجنبی ہیں۔ اول آپ لکھتے ہیں۔ المسیح اور رام چندر اور جلالی انجیل اور ہندوؤں کی کتابیں یکساں نہیں۔ ایسی تشبیہ گناہ ہے (۱) مدعیان الوہیت اگر جھوٹے ہوئے ہیں تو اُن میں کوئی سچا بھی ضرور ہوگا۔ جیسے کھوٹے روپیوں میں کھرا بھی ہوتا ہے (۲) پیشگوئیاں جو پیش کی گئی ہیں خود صداقتیں ہیں نہ دعاوی اُنکو عقل سے پرکھنا ہمارا حق نہیں۔ خدا کی شہادت سب سے بڑھ کر ہے (۳) ان سب پیشگوئیوں کو مسیح نے اپنے اوپر کئی دفعہ لگایا ہے۔ دیکھو متی ۲۲ باب ۱۴۔ آیت یوحنا

۵/۳۹ متی ۱۱/۱۲ وغیرہ (۵) یوحنا باب ۱۰ کا جواب بار ہا دیا گیا ہے معلوم نہیں کیوں خیال میں نہیں آتا۔ اسمیں مسیح نے الوہیت کا دعوے پختہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ ابتدا میں کلام تھا کلام خدا کے ساتھ تھا۔ کلام خدا تھا۔ کلام مجسم ہوا جسکے پاس کلام پہنچا اُسکا اتنا درجہ ہوگیا تو تم کلام مجسم کو کہتے ہو۔ کہ کفر بکتا ہے (۶) لفظ مخصوص کا غیر مسیح کے حق میں استعمال ہونا جن حوالوں سے آپ نے بتایا ہے انکا پتہ ندارد ہے۔ لفظ مرسل یا بھیجا گیا مسیح کے حق میں اور ہی طرح تھا۔ یوحنا ۱۶/۱۸ میں ہے۔ میں باپ سے نکلا ہوں اور پھر باپ کے پاس جاتا ہوں (۷) مسیح نے جو یوحنا باب ۱۰ میں کہا ہے اسکی نسبت آپ کا یہ کہنا کہ مسیح نے یوں کیوں کہا یوں کیوں نہ کہا۔ اس بزرگ نبی سے اپنے آپ کو دانا کہنا ہے (۸) بموجب یوحنا باب اول مسیح نے سب کچھ بنایا ہے آپ نہیں مانتے تو انجیل کو جھوٹی کہیں (۹) مسیح نے انکار علم قیامت وغیرہ صفات بشری میں اپنے آپ کو فرد کیا (۱۰) رائی کے دانہ برابر ایمان ہم لوگوں میں نہ ہونے کے دعوے میں آپ نے ہمارے سر پر پشمینہ میں لپیٹ کر جوتی چلائی ہے۔ اس باب میں جو آپ نے مرقس باب ۱۶ پر بنیاد قایم کی ہے وہ خام ہے۔ اسمیں حال کے لوگوں کے لئے نشانی کا بیان ہے نہ آیندہ کے لوگوں کے لئے مسیح نے صاف کہدیا ہے کہ دائمی نشان جس سے دنیا جانے گی کہ تم میرے ہو۔ نہ کرامات و معجزہ پر محبت ہے دیکھو یوحنا ۱۳ باب ۳۴ و ۳۵ یوحنا ۱۴/۱۵ میں مسیح حواریوں سے مخاطب تھے نہ آپ سے اور نہ مجھ سے (۱۱) معجزہ و نشان ابتدا میں تھے تاکہ دینی تعلیم کو کامل کریں نہ ہمیشہ کیلئے کیونکہ جو شئے ایک دفعہ کامل کی گئی اوسکو دوبارہ کامل کرنیکی ضرورت نہیں (۱۲) مسیح معجزہ دکھانے سے انکاری نہیں ہوئے۔ اسوقت بھی اُنہوں نے یونس نبی کا معجزہ دکھانیکا دعوے کیا تھا (۱۳) مسیح کی صلیب سے اُترنہ آنے کی وجہ یہ تھی کہ یہودی سنگدل تھے وہ پھر بھی ایمان نہ لاتے (۱۴) انسان کا بدن چار سال کے بعد تبدیل نہیں ہوتا۔ بلکہ سات سال کے بعد ہوتا ہے۔ آپ کے نزدیک ایسی تبدیلی کے باعث کفارہ محال ہے تو چاہیئے کہ سات برس کے بعد شوہر اپنی بیوی کا خاوند نہ ٹھیرے نہ باپ بچوں کا والد جب سات برس گذر جائیں

دوبارہ نکاح اور رجسٹریاں کرائیں۔+

کادیانی

اسکے جواب میں کادیانی نے پرچہ ۲۹ مئی ۱۸۹۳ء میں اکثر پرانی باتوں کا اعادہ کیا ہے اور جو نئی کہیں وہ اجنبی و فضول کہیں اولاً آپ کہتے ہیں کہ الوہیت مسیح کی قرآن نفی کرتا ہے (پھر اس مضمون کی چند آیتیں اور نقل کیں (۲) یہودی کسی ایسے مسیح کے منتظر نہ تھے جو دنیا میں خدا بنکر آنے والا ہے باوجودیکہ وہ ان پیشگوئیوں کو دن رات پڑھتے تھے جنسے مسیح کی الوہیت نکالی جاتی ہے کسی نے انکے معنے وہ نہ سمجھے جو عیسائی کہتے ہیں وہ سب کے سب متعصب نہ تھے (۳) توریت خروج ۲۰ باب ۳ میں صاف لکھا ہے کہ تم زمین کی کسی چیز کو خدا نہ بناؤ۔ اور لکھا ہے کہ اگر کوئی نبی معجزہ دکھا کر غیر معبودوں کی پیروی کو کہے تو تم اوسکی بابت نہ سنو (۴) مسیح نے خود فرمایا ہے کہ حیات ابدی یہہ ہے کہ وہ تجھے اکیلا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں یوحنا ۱۷/۳ (۵) بھیجا کا لفظ توریت کے کئی مقام میں ان ہی معنوں سے ہے کہ خدا تعالےٰ کسی بندہ کو نبی بنا کر بھیجے۔ عیسائی اس لفظ کے اور معنی ثابت کریں تو بطور شرط جو چاہیں وصول کریں (۶) عیسائیوں میں سے فرقہ یونی ٹیرین مسیح کو خدا نہیں جانتے کیا وہ انجیل کو نہیں مانتے یا اُن پیشگوئیوں سے واقف نہیں (۷) خود مسیح نے یوحنا باب ۱۰ میں اپنے تئیں خدا کہنے میں دوسروں کی ہمرنگ قرار دیا ہے۔ اور قیامت کے علم سے لاعلمی ظاہر کی ہے اور اپنے آپ کو نیک کہنے کی اجازت نہیں دی (۸) مسیح نے کہا ہے کہ پیشگوئیوں کے معنے وہ کرو جو یہودی کرتے ہیں (۹) آپ کے معجزات دوسرے نبیوں سے کم ہوئے ہیں بوجہ اس تالاب کے جسکی مٹی میں صحت امراض کی تاثیر تھی (۱۰) عقل بھی اُن نامعقول خیالات کے مخالف ہے۔ پھر اسقدر حملے اس عقیدہ الوہیت پر ہو رہے ہیں تو آپ کو الوہیت مسیح ثابت کرنے کے لئے ایسا ثبوت دینا چاہیئے جسمیں کوئی اختلاف نہ کر سکتا ہو (۱۱) یہ پیشگوئیاں ایسی نہیں اُنکی بابت اول یہودیوں سے فیصلہ کیجئے۔ پھر یونی ٹیرین سے پھر مسلمانوں کے سامنے اُنکو پیش کیجئے (۱۲) نشان دکھانا مسیح کے مخاطبوں حواریوں سے مخصوص ہے تو چاہیئے کہ

تمام انجیل ان ہی سے مخصوص ہو جسکی اخلاقی تعلیم میں جواری ہی مخاطب تھے۔ اخیر میں (۱۳) نشان دیکھنے یا دکھانیکا بڑی تطویل کے ساتھ سوال کیا اور اسیکو پورا فیصلہ ٹھیرایا اور کہا عیسائی مذہب کیوں بے پھل ہے کہ آپ نشان نہیں دکھا سکتے۔ ؛ ۔ ؛

فریق ثانی

اسکے جواب میں کادیانی کے حضم دوم ڈاکٹر کلارک صاحب نے پرچہ دوم ۹ مئی ۱۸۹۳ء میں بہت سی پچھلی باتونکا اعادہ کیا اور کچھ نئی کہیں جن میں بعض اصل مقصود سے اجنبی ہیں اول آپ لکھتے ہیں کہ یہودی گمراہ اور سنگدل تاریکی کے بیٹے پیشگوئیوں کا فیصلہ اونکے سپرد کیوں ہوتا ہے (۲) یونی ٹیرین کوئی عیسائی فرقہ نہیں ہے (عیسائیو! انصاف کرو۔ ڈاکٹر کا یہ قول حق ہے؟) (۳) ایسی دلیل پیش کرنے سے جسمیں کسی کا شک و اختلاف ہو خدا بھی عاجز ہے (نعوذ باللہ منہا۔) خدا کے وجود سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز روشن نہیں ہزاروں احمق اسمیں بھی اختلاف کرتے ہیں (۴) عیسائی مذہب کو بے پھل کہا ہے۔ اسمیں ہم کو منافق اور ریاکار قرار دیا ہے۔ پہلے تو آپ کا دعوے پیغمبری سنا جاتا تھا۔ اب آپ دعوے الوہیت کرنے لگے۔ دلونکی باتیں بتانے لگے (۵) اگر خدا کی ذات کو ہم سمجھ لیں تو پھر ہم اوسکے مساوی ہو گئے۔ اسلئے میں محمدی توحید کا قائل نہیں۔ اسکو تو بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ اس وحدانیت کا کونسا امر سمجھ سے باہر ہے ولیکن کثرت فی الوحدت ایک مسئلہ ہے۔ تو نہ اُسکا سمجھنے والا پیدا ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ ذات الٰہی ایک ایسی چیز ہے کہ نہ عقل سے ثابت کیجاتی ہے نہ عقل سے اُسکی تردید کیجا سکتی ہے (۶) صحیح تعلیم اللہ کی کتابونکی یہی ہے کہ تین اقنوم اور ایک خدا خدا تعالے ظاہر کرتا رہا ہے کہ میں تمہارا نجات دہندہ ہوں۔ وقت پر کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اور تم نے اُسکا نام عمانوائیل رکھنا۔ فرشتونکی گواہی حواریونکی گواہی روح القدر کبوتر کی شکل میں اُتر آئے۔ دشمنوں نے بھی گواہی دی انجیل میں سب گواہیاں موجود ہیں (۷) نشان چھوٹے نبیوں سے بھی ظاہر ہوتے ہیں استثناء ۱۳/۱۸ نیز مرقس ۱۳/۱۲ وغیرہ با اینہمہ آپنے دعوے کرکے کچھ نہ دکھایا اور تاویل کرکے ٹال گئے (۸) ہمنے امور ذیل کا اثبات کیا۔ اور آپ کے سوالات کا بخوبی جواب دیا۔ آپکے استقرا کا یہ جواب کہ

مسیح کا رسالت لیکر دنیا میں آنا مستثنے ہے۔ الوہیت مسیح کا عقل سے امکان اور آیات بیبل سے وقوع ثابت کیا۔(۳) یوحنا باب ۱۰ کا جواب دیا گیا۔(۴) توریت و انجیل سے پیشگوئیاں پیش کی گئی ہیں یہود اصد قنو وغیرہ۔(۵) مسیح کا انسان کامل و خدائے کامل ہونا ثابت کیا گیا۔(۶) علم قیامت وغیرہ سے مسیح کے انکار کا جواب دیا گیا۔ قرآن کے آیات کا جواب کہ ہم اسکو مستند نہیں جانتے۔(۸) مرقس ۱۶ باب کا جواب دیا گیا۔ آپ(۹) کے دعوے کرامات و نشان نمائی کا جواب دیا گیا۔ مگر آپ نے ہمارے کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ جو کہا مسیح (۹) مباہلہ اور نشان نمائی کا جواب یہ ہے کہ لعنت کہنا تو ہمارا مذہب نہیں۔ نشان آپنے خوب دکھایا(۱۰) آپکو فتح کا وعدہ دیا گیا تھا۔ مگر آپ سے نہ عقلی دلیل کا مقابلہ ہوسکا نہ نقل کا نہ الہام و کرامت آپ کے کام آئی۔ مگر فتح کسی اور پر شگفتہ ہوئی۔ یہ فتح اور ہر ایک جنگ میں فتح عیسائیوں کی ہے"۔

یہ حصہ اول مباحثہ اور سوال الوہیت مسیح کے متعلق فریقین کی گفتگو کا خلاصہ مطالب ہے

حصہ دوم مباحثہ اور سوال متعلق کفارہ و جبر و اختیار میں

جو گفتگو ہوئی ہے اسمیں بھی شیر بہادر کا دیانی الوہیت مسیح کی بحث کو کھینچ کرے گیا اور آخر فریق ثانی کو بھی ناچار ہو کر اسمیں کچھ کہنا پڑا۔ اس حصہ میں سے بھی ہم اس گفتگو کا جو الوہیت مسیح کے متعلق ہوئی ہے۔ اسمقام میں خلاصہ نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ تاکہ فریقین یہ نہ کہیں کہ مسئلہ الوہیت مسیح کے متعلق ہمارا ریزرو فورس (محفوظ روز کے دلائل) حصہ دوم مباحثہ میں تھے۔ صاحب اشاعت نے انکو کیوں نقل نہیں کیا۔

کادیانی

کادیانی نے پرچہ ۳۰ مئی ۱۸۹۳ء میں کہا ہے کہ ڈپٹی عبد اللہ آتھم کے نزدیک حضرت مسیح میں دو روحیں تھیں ایک انسانی دوسری خدائی۔ اسپر ایک یہ سوال ہے کہ مدبر بدن دو روحیں تو ہو نہیں سکتیں۔ پس اگر ایک ہی خدائی روح مدبر ہے۔ تو پھر مسیح انسان کامل کیونکر ہوئے جسم کے لحاظ سے تو کوئی انسان انسان نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ جسم معرض

تحمل میں پڑا ہوا ہے۔ اور اگر انسانی روح مدبر بدن تھی تو پھر خدائی روح کس کام آئے۔ دوسرا سوال یہ کہ اگر مسیح روح کے لحاظ سے انسان تھے تو پھر خدا نہ ہوئے۔ اور اگر روح کے لحاظ سے خدا تھے تو پھر انسان نہ ہوئے (۲) عیسائیوں کی تردیک باپ بیٹا روح القدس تینوں کامل تھے تو تینوں کے ملنے سے خدا کا زیادہ کمال ہونا چاہیئے۔ جیسے تین تین سیروں کے جمع ہونے سے ۹ سیر ہو جاتے ہیں (۳) حضرت مسیح کی الوہیت پر عقلی دلائل بیان نہیں ہوئے صرف پیشگویاں بیان ہوئی ہیں جو دعاوی ہیں نہ دلائل۔ اور یہودی انکے وہ معنے نہیں کرتے جو عیسائی کرتے ہیں ٭

فریق ثانی

اسکے جواب میں کادیانی کے حضم اول ڈپٹی آتھم نے پرچہ دوم ۳۰ مئی ۱۸۹۳ء میں کہا ہے کہ ہم اس مسیح کو جو مرتی و مخلوق ہے اللہ نہیں کہتے ہیں بلکہ مظہر اللہ کہتے ہیں اور اس باب میں ہم امکان عقل سے اور وقوع نقل سے ثابت کر چکے ہیں۔ امکان ہمنے یہ بیان کیا ہے کہ خدا قادر ہے کہ ستون میں سے جو مٹی اور اینٹوں کا بنا ہوا ہے جواب دے۔ اس سے کون چیز مانع ہے۔ اور اس سے کونسی صفت الٰہی گھٹتی ہے؟ ایسا ہی اسکا مخلوق میں ظہور ممکن ہے۔ وقوع کلام الٰہی سے بیان کیا ہے۔ اب اسکو کلام الٰہی نہیں جانتے تو یہ دیگر بات ہے (۲) مسیح میں دو روحیں نہیں بلکہ مخلوق کامل مسیح میں ایک روح کامل تھی لیکن خدا تعالےٰ اپنی ہستی سے بحیثیت اسکی کہ بے حد ہے۔ ہر جگہ اندر و باہر موجود ہے (یعنے وہ روح مظہر اللہ تھی) (۳) وزنوں کے بیان میں اپنے خدا لطیف کو کثیف بنایا۔ ہم خدا کی ذات کو کثیف نہیں جانتے وحدت فی الکثرت کی مثال بے حدی و بے نظیری ہے کہ ایک صورت میں ایک ہے۔ ایک صورت میں یہ تین ہیں ایسے ہی اقانیم ثلثہ اقنوم اول قائم فی نفسہ ہے۔ باقی دو اقنوم لازم و ملزوم۔ کلام الٰہی (یعنے پیشگوئیوں) کو آپ دعاوی کہتے ہیں۔ اور انکے ثبوت کے لئے اور دلیل طلب کرتے ہیں کیا آپ اسکے کلام الٰہی ہونے میں متردد ہیں یقین نہیں رکھتے۔ ٭

کادیانی

اسکے جواب میں کادیانی پرچہ ۳۱ مئی ۱۸۹۴ء میں کہا ہے۔ ڈپٹی صاحب کے نزدیک مسیح کی روح مخلوق تھی اور جسم بھی مخلوق تھا۔ اور خدا تعالےٰ سے انکا تعلق ایسا تھا جیسا کہ ہر چیز سے اور ہر جگہ سے ہے تو پھر خاصکر وہ مظہر اللہ کیسے ہوئے۔ ایسی مظہر تو ہر چیز ہے۔ روح القدس کے نزول سے وہ مظہر اللہ ہو گئے۔ تو اس سے بھی آپ کی کچھ خصوصیت نہیں۔ یہ روح القدس اور پر بھی نازل ہوئی ہے۔ آپ کے نزدیک اقنوم دوم حضرت (عیسےٰ) خدا مجسم تھے۔ اقنوم سوم روح القدس بھی کبوتر مجسم کی شکل میں اُترا۔ اقنوم اوّل خدا تعالےٰ بھی مجسم ہے۔ کیونکہ یعقوبؑ سے کشتی کی یعنے پھر آپکا خدا کو کثیف نہ ماننا کیا معنے رکھتا ہے۔ وحدت حقیقی و کثرت حقیقی ایک جگہ جمع کیونکر ہو سکتے ہیں ایک کو اعتباری کہنا تو آپ کا مذہب نہیں حضرت مسیح دائمی طور پر مظہر اللہ تھے یا اتفاقی اور کبھی کبھی ہوتے تھے۔ دائمی تھے تو اُن میں دائمی طور پر عالم الغیب قادر مطلق ہونا پایا جانا ضروری تھا۔ حالانکہ انجیل اس کی تکذیب کرتی ہے۔ مسیح کی روح ایک ہی انسانی تھی جسمیں الوہیت کی آمیزش نہ تھی۔ اور خدا کی روح اُس کے ساتھ ایسی رہتی تھی جیسی ہر چیز کے ساتھ اور ہر جگہ ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ یوسف میں بھی اسکی روح تھی۔ تو پھر حضرت مسیح اپنی ماہیت کے لحاظ کیونکر اقنوم دوم اور خدا ٹھیرے۔ تینوں اقنوم برابر کامل ہیں تو تینوں کے ملنے سے خدا کی طاقت کیوں زیادہ نہ ہو گئی۔ وزنوں کی ہمنے ایک مثال دی ہے سو بھی آپکی کتابوں سے ثابت کر دکھائی۔ آپ کثیف جسموں کیطرف ناحق کھینچکر لے گئے۔

فریق ثانی

اسکے جواب میں ڈپٹی آتھم پرچہ ۳۱ مئی ۱۸۹۳ء میں لکھتے ہیں مسیح نزول روح القدس کے وقت مظہر اللہ ہوئے "ہر سہ اقانیم کا مجسم ہونا" آپنے بہت صحیح نہیں فرمایا تاہم مجسم ہونے سے وہ وزنی ہو جاتے۔ جیسا کہ آپ نے کہا ہے۔ ہمارا تثلیث کو ماننا یوں ہے کہ ایک صورت میں ایک دوسری صورت میں تین۔ اور ان تین میں اس قسم کا علاقہ ہے جیسے بے نظیری بے حدی سے تعلق کر زمان و مکان دوسرا نہیں چاہتے تاہم دو صفات کی تعریف علیحدہ علیحدہ ہے۔ اور یہ

* اصل میں ایسا ہی ہے مگر شاید لفظ "نہیں" کاتب سے چھوٹ گیا ہے۔ ۱۲

دو نو صفات ایک جیسے ہیں۔ ایسے ہی اقانیم کی صورت ہے کہ ایک قائم فی نفسہ ہے۔ دو لازم ملزوم ساتھ اسکے۔ +

کادیانی

اسکے جواب میں کادیانی اپنے پرچہ دوم ۳ مئی ۱۸۹۳ء میں اول وہی پرانا رونا رویا ہے کہ ڈپٹی آتھم نے سوالات وجواب میری شرط کے موافق پیش نہیں کئے۔ میری شرط یہ تھی کہ ہر ایک دعوے انجیل سے پیش کیا جاوے اور دلائل معقول بھی اسی انجیل سے نکالے جائیں۔ آپ اس شرط کو چھوڑ کر گویا ایک نئی انجیل بنا رہے ہیں۔ (۲) پھر کہا آپ کا یہ کہنا کہ روح القدس کے نزول کے وقت سے مسیح مظہر اللہ ہوئے۔ پہلے مظہر اللہ نہ تھے۔ اسبات کو تسلیم کرنا ہے کہ تیس برس کی عمر تک مسیح محض اور خالص انسان تھے مظہر اللہ نہ تھے۔ اور یہ آپ پر اقبال ڈگری ہے۔ اور ہمارے لئے فتح عظیم ہے۔ (۳) پھر اس روح القدس کے نزول سے مظہر اللہ ہو جانا بھی دعوے بلا دلیل ہے روح القدس تو حضرت یحییٰ وزکریا ویوسف ویوشع پر بھی اُتری ہے۔ اور کل حواریوں پر اُتری تھی۔ پھر چاہئیے کہ وہ بھی سب کے سب خدا ہو جائیں۔ (۴) پھر کہا آپ کا ہر ایک خدا مجسم ہے تو پھر وزنی نہ ہونے کے کیا معنے۔ کوئی ایسا جسم آپ پیش کر سکتے ہیں جو وزنی نہ ہو۔ مگر شکر ہے آپ نے باپ بیٹے روح القدس تینوں کو مجسم تو مان لیا ہے (۵) پھر کہا آپ نے کثرت فی الوحدت اور وحدت کے بلحاظ جہات مختلفہ ایک جگہ پائے جانے کا دعوے کیا۔ مگر یہ نہ بتایا کہ آپ حقیقت کسکو جانتے ہیں وحدت کو یا کثرت کو۔ +

فریق ثانی

اسکے جواب میں ڈپٹی آتھم نے پرچہ یکم جون ۱۸۹۳ء کہا ہے کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ مسیح تیس برس تک الوہیت سے خالی رہے۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ خصوصیت مظہریت تب نمودار ہوئی جب مسیح ہوئے۔ جب تیس برس کے ہوئے بپتسما پا کر دریا سے نکلے۔ اور یہ آواز آئی کہ میرا پیارا بیٹا ہے میں اس سے راضی ہوں۔ تم اس کے سنو اُسی وقت سے وہ مسیح ہیں۔ +

کادیانی

اسکے جواب میں کادیانی نے پرچہ یکم جون ۱۸۹۳ء میں ڈپٹی آتھم کے پرچہ ۳۱ مئی ۱۸۹۳ء کی اصل عبارت نقل کردی جو اس رسالہ میں بصفحہ (۲۴۳) منقول ہے اور اسمیں صاف تصریح ہے کہ مسیح نزول روح القدس کے وقت مظہر اللہ ہوئے۔ نہ یہ کہ مخفی طور پر وہ پہلے بھی مظہر اللہ تھے علانیہ تب ہوئے۔ جب روح القدس اُترے۔ یہ بات اُنکی عبارت سے ہرگز نہیں نکلتی۔

فریق ثانی

اسکے جواب میں ڈپٹی آتھم نے پرچہ دوم یکم جون میں لکھا ہے کہ مینے تیس برس کے بعد مسیح کا مسیح ہونا بیان کیا ہے۔ نہ یہ کہ تیس برس تک وہ الوہیت سے خالی رہے۔ بے حدی سے تو کوئی چیز خالی نہیں۔ چہ جائے مسیح۔ (۲) پھر کہا ہمارے نزدیک مظہر اللہ کے معنے جائی ظہور اللہ کے ہیں۔ وسطے عہدہ مسیحیت کے روح القدس اس امر کی گواہی کے لئے آیا تھا۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے نہ اسلئے کہ وہ اُسوقت اُسکے اندر آنکر گھس جائے (۳) پھر کہا آپنے اس سوال کا جواب نہ دیا کہ جبرئیل مریم کے پاس آئے تھی یا نہیں اور مسیح کی پیدائش معجزہ ہے یا نہیں۔

کادیانی

اسکے جواب میں کادیانی پرچہ ۲ جون ۱۸۹۳ء میں لکھا ہے کہ ڈپٹی آتھم نے فرمایا ہے کہ بیحدی سے کوئی چیز خالی نہیں۔ چہ جائے کہ مسیح اس سے خالی رہے۔ یعنے نزول روح القدس سے پہلے بھی مظہر اللہ تھے کیونکہ عام معنوں میں تمام مخلوقات مظہر اللہ ہے۔ اور یہ صاف اقرار ہے کہ مسیح خاص طور پر مظہر اللہ نزول روح القدس کے بعد ہوئے۔ پہلے عام مخلوق کی طرح مظہر تھے۔ (۲) پھر کہا تین اقنوم کے ثبوت میں کوئی دلیل عقلی نہیں دی۔ یوں تو ہر ایک نبوت کے سلسلہ میں تین چیزوں (یعنے خدا و روح القدس یعنے فرشتہ و رسول) کا ہونا ضروری ہے۔ آپ صاحبوں نے خوش فہمی سے انکا نام تین اقنوم رکھ لیا (۳) روح القدس جیسے مسیح پر آئی۔ ویسے اور نبیوں پر آئی مسیح میں نئی بات کونسی تھی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

فریق ثانی

اسکے جواب میں ڈپٹی آتھم نے پرچہ ۴ جون ۱۸۹۳ء میں کہا ہے کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ پہلے سے بھی مظہر تھے بلکہ یہ کہا ہے کہ اقنوم ثانی اور انسانیت کا باہم علاقہ رہا۔ مظہر تو وہ تب ہی ہوئے جب مسیح ہوئے۔ یعنے تیس برس کے بعد۔ (۲) تثلیث کا کافی ثبوت دیا گیا ہے۔ عقل سے اسکا امکان بتایا گیا ہے۔ کلام الٰہی سے وقوع۔ (۳) بحر مسیح کس نبی پر روح القدس بشکل کبوتر اترے کون نبی اس امر میں انکا مساوی ہے۔ ٭

کادیانی

اسکے جواب میں کادیانی نے پرچہ ۴ جون میں لکھا ہے۔ کہ مظہریت سے پہلے اقنوم ثانی کا انسانیت سے علاقہ ہونا لائق تسلیم نہیں جب تک صریح نقل انجیل سے اس امر کو ثابت نہ کیا جائے۔ (۲) پھر کہا عقل سے امکان تثلیث ثابت نہیں کیا گیا۔ عقل کا فیصلہ ہمیشہ کلی ہوتا ہے۔ اگر عقل مسیح کا داخل تثلیث ہونا روا رکھتی ہے تو اوروں کے لئے بھی امکان واجب کرے گی۔ (۳) پھر کہا کبوتر چھوٹا سا جانور ہے۔ اگر قوی الجثہ ہاتھی یا اونٹ کی شکل پر روح القدس نزول کرتے تو اُسپر ناز کی جگہ تھی۔ ٭

فریق ثانی

اسکے جواب میں ڈپٹی آتھم نے پرچہ ۳ جون ۱۸۹۳ء میں اوّلاً کہا ہے۔ جناب نے کلام کے مجسم ہونے پر تکرار کیا ہے۔ کلام یعنے اقنوم ثانی انجیل یوحنا کے پہلے باب میں لکھا ہے کہ کلام مجسم ہوا اگر مظہریت اسکے واسطے تیس برس کی عمر میں ظاہر ہوئے۔ (۲) پھر کہا آپ تو تثلیث فی التوحید پر بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ آپ پہلے توحید مطلق کو تو بدون صفات متعددہ ثابت کریں۔ (۳) پھر کہا صفت کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایک قوت ہو۔ جو خاص قسم واحد پر حاوی ہو۔ ذات وہ ہے جو جامع صفات ہو۔ ہم صفت کو اقنوم قرار نہیں دیتے۔ اقنوم شخص معین ہے جو مجموعہ صفات ہے۔ اقانیم ثلثہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شئے قائم فی نفسہ ہے۔ اور

دوسرے مساوی اسکے لازم ملزوم۔ اقنوم اول اب ہے۔ اور وہ قائم فی نفسہ ہے اور دوسرے اقانیم ابن و روح القدس لازم ملزوم۔ روح القدس کو کادیانی کے ہاتھی سے نسبت یا تشبیہ دینے پر آنحضرتؐ کو سیمرغ سے تشبیہ دی اور آنحضرت کی سخت توہین کی جسکا مظلمہ کادیانی پر ہے۔ اسنے آیت لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم کو پس پشت ڈالکر عیسائیوں کے ایک معبود (روح القدس) کو ہاتھی بنایا۔ تو انہوں کے اسکے مقابلہ میں آنحضرت کو بنایا پھر کہا سوائے خدا کوئی شخص نیک نہیں۔ مسیح نے اس شخص کو کہا تھا جو حضرت مسیح کو خدا نہیں جانتا تھا

کادیانی

اسکے جواب میں کادیانی نے ۵ جون ۱۸۹۳ء میں کہا ہے کہ آپ کے اس اعتقاد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کا جسم بھی خدا تھا۔ لیجئے حضرت یک نشد دو شد۔ پھر کہا آپ کے اس قول پر کہ اقنوم کے معنے شخص معین کے ہیں۔ اور یہ تین جدا جدا شخص ہیں۔ اور ماہیت ایک ہے۔ یہ سوال ہے کہ یہ تینوں شخص اور تینوں کامل ہیں تو پھر باوجود اس حقیقی تفریق کے اتحاد ماہیت کیونکر ہے نظیر بے حدی و بے نظیری کی اسمقام سے کچھ تعلق نہیں رکھتی کیونکہ وہاں حقیقی تفریق قرار نہیں دی گئی۔ پھر کہا ستوں میں خدا بولنے کا امکان ہے۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ستوں خدا یا ابن اللہ کہلاوے۔ بلکہ جیسا پہلے تھا ویسا کہلاوے گا۔ اور نیز ایک ستوں میں بولنا دوسرے ستوں میں بولنے سے مانع نہیں۔ ایک ہی سیکنڈ میں ہزاروں ستوں میں وہ بول سکتا ہے۔ مگر یہ آپکے اصول کے برخلاف ہے۔ مسیح کا بلا پدر پیدا ہونا میری نگاہ میں عجوبہ بات نہیں۔ حضرت آدم کے ماباپ دونو نہ تھے۔ آپ برسات آتے ہی ضرور باہر جاکر دیکھیں کہ کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماباپ کے پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے مسیح کی خدائی کا ثبوت نکالنا صرف غلطی ہے۔

فریق ثانی

اسکے جواب میں ڈپٹی آتھم نے پرچہ ۵ جون ۱۸۹۳ء میں کہا ہے مجسم ہونے سے

لہ یعنی جنکو وہ بلوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں انکو گالی نہ دو وہ نادانی سے خدا کو گالی دینگے۔ ۱۲

مظہریت پر ایمان رہے نہ یہ کہ جسم خدا ہے۔ بے نظیری بے حدی کی نظیر کیوں باطل ہے۔ کیا ان دونو صفات کی ایک ماہیت نہیں۔ ؛

کادیانی

اسکے جواب میں کادیانی اپنے پرچہ اخری ۵ جون ۱۸۹۳ء میں پہلے تو وہی پرانا رونا رویا ہے کہ جس شرط سے بحث شروع کی گئی تھی۔ اُس شرط کا ایفاء ڈپٹی آتھم نے نہیں کیا پھر اس شرط اور اسکے خلاف ورزی کو بیان کیا جو بار ہا ہو چکا ہے۔ اخیر میں پھر وہی سوال نشان نمائی ڈپٹی عبداللہ آتھم سے نقل کر کے جواب میں پیچیدہ الفاظ اور قیود پر کیود کے ساتھ اس پیشگوئی کو نشان بنایا۔ اور کہا کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کے عرصہ میں فوت ہو جائیں گے۔ اسکے بعد کہا کہ میں اسوقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے یعنے وہ فریق جو خدا تعالے کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آجکی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھکو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈالدیا جاوے۔ مجھے پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور ایسا کریگا۔ ضرور کریگا۔ ضرور کریگا۔ آسمان زمین ٹل جائیں پر اوس کی باتیں نہ ٹلیں۔ اور اسپر مباحثہ کا خاتمہ کیا۔ ؛

یہ مسئلہ الوہیت مسیح کے متعلق فریقین کی اس گفتگو کا خلاصہ مطلب ہے جسکو انہوں نے تقریباً ۳۶ صفحہ میں ادا کیا ہے۔ اس خلاصہ سے ناظرین کو تمام گفتگو کا مطلب ایسا عمدگی اور شائستگی سے سمجھ میں آئیگا کہ ویسا اُن کے اصل تحریرات سے سمجھ میں نہ آئیگا۔

اس خلاصہ سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ فریقین نے اپنے اپنے دعاوی کے ثبوت یا دعاوی فریق مخالف کے رد میں جو کچھ کہا ہے اسمیں غالباً علم و فہم و عقل و انصاف سے کام نہیں لیا۔ اور جو کچھ کہا ہے اسمیں اکثر حصہ لغو و فضول ہے اور کسی ایک فریق نے دوسرے فریق کی بات کا معقول جواب نہیں دیا کادیانی نے اپنے بھائیوں پر اترنے عیسائیوں کے ٹوٹے پھوٹے دلائل کا کافی جواب نہیں دیا۔ اور عیسائیوں نے اپنے بھائی کادیانی

کی شرط کیموافق الوہیت مسیح کا ثبوت پیش نہیں کیا اور نہ اسکے ملحدانہ اصول و دلائل کو رد کیا ہے۔ اس خلاصہ سے اس امر کا تعین حاصل ہو سکے ناظرین کو اس امر کی ضرورت نہ رہیگی کہ اس گفتگو پر مفصل ریویو کیا جائے اور اس گفتگو کی لغویت کو بدلائل ثابت کیجائے ومعہذا ہم حسب وعدہ اسپر مفصل "ریویو" کرتے ہیں۔

وھو ھذا

تقریر پرچہ اول کادیانی کے متعلق رائے اسلامی

سوال اول کی تمہید میں کادیانی نے جو اولا اصول مقرر کیا ہے کہ "جو دعوے کتاب الہامی کی نسبت کیا جائے اسکا ثبوت بھی دلیل عقلی یا تاریخی سے اُسی کتاب سے پیش کیا جائے اور جس دعوے کتاب آسمانی کا ثبوت عقلی یا تاریخی اس کتاب میں نہ پایا جاوے وہ کتاب الہامی نہیں ہوسکتی" یہ ایک ملحدانہ و زندیقانہ اصول ہے جس سے کادیانی کا مقصود اگرچہ بظاہر انجیل کے دعوے ابنیت و الوہیت مسیح کا ابطال ہے مگر درپردہ اور فی الحقیقت مطلق نبوت کی بنیاد اکھاڑنا اور جملہ مذاہب خصوصاً اسلام کی بیخکنی کرنا (خاکش بدہن) اور لوگوں کو کتب سماوی خصوصاً قرآن مجید کی پیروی سے آزاد کرنا اور ان میں لامذہبی اور الحاد و دہریہ پن پھیلانا ہے۔ کسی کتاب کو الہامی یا آسمانی مان لینے کے بعد ماننے والے کو یہ نہیں پہونچتا کہ اس کتاب کے جملہ دعاوی و بیانات و احکام و ہدایات کا عقلی یا تاریخی ثبوت اُس کتاب میں یا خارجاً تلاش کرے۔ پھر اگر اس کتاب میں یا خارجاً انکا ثبوت عقلی دلائل یا تاریخی شواہد سے نہ پاوے تو اس کتاب کے الہامی ہونے سے منکر ہو جائے۔ اور اس کتاب کی پیروی سے دست برداری اختیار کرے۔ بلکہ کسی کتاب کو الہامی ماننے کے بعد اسکے ماننے والے پر یہ فرض ہے کہ وہ اس کتاب کے ہر ایک بیان و ہدایت کو بغیر کسی ایگزمینشن (امتحان) عقلی یا تواریخی کے سراسر حق و راست سمجھے اور اُسپر آمنا و صدقنا کہے۔ گو اسکا کوئی بیان و ہدایت اسکی عقل ناقص میں نہ آوے یا کوئی تاریخ اسکی مصدق نہ ہو۔ اور وہ یہ یقین کرے کہ ایک صاحب الہام کا دعوے عقلاء تمام جہان سے بڑھ کر لائق وثوق ہے۔ اور وہ انکے

تصدیق کا محتاج نہیں ہے۔ اور ایک ملہم کا بیان لاکھ مورخ کے بیان سے مقدم۔ اور احق بالتصدیق ہے اور وہ انکی شہادت کی ضرورت نہیں رکھتا۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ کسی مسلمان مرد یا عورت کو یہ نہیں پہنچتا کہ جب خدا اور اُسکا رسول کسی امر میں فیصلہ فرمادیں تو انکو اُسکے ماننے یا نہ ماننے کا اختیار باقی رہے۔ جو کوئی اللہ اور رسول کا نافرماں بردار ہوا یعنے اُس نے اُسمیں آپنا اختیار باقی سمجھا وہ صاف بہول گیا۔ ؛

ہر چند آسمانی کتابوں خصوصاً قرآن مجید و فرقان حمید نے اپنے بہت سے دعاوی و بیانات و احکام و ہدایات کو خود دلائل عقلی سے ایسا مدلل کردیا ہے کہ اوسکو عام اہل عقل یا خواص دقایق شناس بخوبی سمجھ رہے ہیں۔

(چنانچہ قرآن میں حکم حرمت خمر و قمار کو اس دلیل سے مدلل فرمایا ہے۔ کہ انسے آپسمیں عداوت اور لڑائی اور خدا کی یاد سے غفلت اور روک پیدا ہوتے ہیں۔ اور حکم افسری شوہر بہ نسبت زوجہ کو دو دلیلوں سے مدلل فرمایا ہے کہ ایک تو ان کو قدرتی فضیلت ہے اور دوسری وہ مال خرچ کرتا ہے (باوجودیکہ حاجت روائی میں دونو مساوی ہیں) اور شہادت میں دو عورت کو ایک مرد کے قائم مقام کرنے کو اس دلیل سے مدلل فرمایا ہے۔ کہ ایک عورت بہول

وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا۔ ؛ (سورۃ احزاب ع ۵)۔

یا ایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون (سورۃ مائدہ رکوع ۱۲)

الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا (سورۃ النساء رکوع ۵)

فان لم یکونا رجلین فرجل وامرتان ممن ترضون

من الشهداء ان تضل احديهما فتذكر احديهما الاخرى (سورۃ بقرہ رکوع ۳۹)

تو دوسری اُسکو معاملہ یاد دلائے گی وعلے ہذا القیاس)

ولیکن کلیت کے ساتھ ان کتابوں کے ہر ایک دعوے میں بیان عقلی دلائل کا التزام پایا نہیں جاتا۔ اور ان میں بہت سے ہدایات اور بیانات ایسے پائے جاتے ہیں جنکا عقلی یا تاریخی ثبوت نہ ان کتابوں میں پیش کیا گیا ہے اور نہ اُن کتابوں کو الہامی ماننے والے اشخاص سے ہر شخص اپنی طرف سے اسکا عقلی یا تاریخی ثبوت پیش کرسکتا ہے (جیسے وجود صفات ملائکہ ہیں جنپر ایمان لانیکا قرآن میں حکم آچکا ہے۔ پھر اسکا ثبوت عقلی اس کتاب میں پیش نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہر ایک مسلمان انکے وجود وصفات پر عقلی دلایل بیان کرنے کی قدرت رکھتا ہے یا حکم حرمت نکاح اُمہات واخوات وحلت نکاح اجانب ہے جو قرآن میں فرمایا گیا ہے مگر اس حکم کا عقلی ثبوت اسمیں نہیں دیا گیا اور نہ عام مسلمانوں سے وہ ثبوت بیان ہوسکتا ہے۔ گو خواص علماء اسلام نے اسکا ثبوت کافی دیدیا ہے یا قصۂ اصحاب کہف وقصۂ ذوالقرنین ہے جنکے واقعہ ہونے کی نسبت قرآن نے صرف دعوے کیا ہے اور اُسکا کوئی تاریخی ثبوت وحوالہ نہیں دیا جسکی وجہ سے قرآن کو (حقیقۃً یا ادعاءً) ماننے[1] والے اُسکی مختلف تفسیریں کر رہے ہیں جو ایک دوسرے کے مخالف ہیں (وعلے ہذا القیاس) پھر کیا ان کتابوں کو ماننے والے کی یہ شان اور یہ مقتضائے ایمان ہے کہ ایسے دعاوی وبیانات کے صحت سے انکار کرے۔ اور ان دعاوی وبیانات کے قرآن میں غیر مدلل ہونے سے اوسکے الہامی ہونے سے منکر ہوجائے؟ نہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسا التزام عام کہ ان کتابوں میں

[1] سرسید ازالۃ الغین میں اسکی تفسیر کچھ کر رہے۔ حکیم نورالدین (جو حقیقۃً پیرو بظاہر مرید کا دیانی ہیں) رسالہ تصدیق براہین احمدیہ میں کچھ اور۔ مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب رسالہ ازالۃ الرین میں کچھ۔ اور اگر قرآن میں اسکا تاریخی ثبوت یا حوالہ ہوتا تو یہ اختلاف کیوں پڑتا۔

ہر ایک دعوے و بیان و ہر حکم و ہدائیت پر عقلی دلائل و تاریخی شواہد کا ایراد ہو ان کتابوں کے الہامی ہونے کو بٹہ لگاتا ہے۔ اور ان کتابوں کی ہدایات و احکام و اخبار پر ایمان بالغیب کو مٹاتا ہے۔ اور انکے تسلیم ایمان کو صرف عقلی و تواریخی دلائل سے مستفاد ایمان قرار دیکر شرعی ایمان کی حد سے خارج کرتا ہے۔ ÷

الہامی کتابوں کا ہر ایک دعوے و بیان ان ہی کتابوں میں عقلی دلائل و تواریخی شواہد سے مدلل کیا گیا ہوتا۔ تو پھر انکا الہام کس کام آتا۔ اور اُسکا اثر و نتیجہ کیا ہوتا۔ اور جب ان دعاوی و بیانات کو عقلی دلائل و تواریخی شواہد سے مدلل و مستند دیکھ لیتے تو پھر ان کتابوں پر ایمان بالغیب کہاں رہتا۔ اور ایسا ایمان محل تکلیف و موجب اجر و ثواب کیونکر ہو سکتا ہے ÷

کیا دو دونے چار یا ایک کو دو کا نصف مان لینے یا آفتاب کو روشن و شعاع دار تسلیم کرنے یا حاتم طائی کو سخی۔ اور سکندر۔ دارا بادشاہ کو تاریخی شہادت سے مان لینے کو شرعی ایمان کہا جاتا ہے۔ اور کوئی عاقل اسکو محل تکلیف موجب ثواب قرار دے سکتا ہے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کے احکام و عقائد کے صدہا اسرار علماء اسلام نے ایسے بیان کئے ہیں جنکا بیان صریح قرآن میں پایا نہیں جاتا۔ اور اس امر کو قرآن مجید کے نقائص نہیں سمجھا گیا۔ بلکہ اسکا کمال تسلیم کیا گیا ہے جسکی طرف نص لا تنقضی عجائبہ مشعر ہے۔ علماء اسلام کا عجائبات و اسرار احکام قرآن کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ اگر روئے زمین کے علماء اور عقلاء ملکر اسرار قرآن بیان کریں۔ تو وہ اُسکو پورا بیان نہ کر سکیں گے۔ اسکے بعد ایسے علماء و عقلاء اور پیدا ہونگے کہ وہ برطبق ع ہر کہ آمد بر اں مزید نمود اور ہی اسرار بیان کرینگے۔ ÷

اور اگر بقول کادیانی بیان اسرار و دلائل کتاب الہامی کا اسی کتاب میں انحصار ہوتا اور اس کتاب کے پیروان اور حامیوں کا یہ حق نہ ہوتا۔ کہ وہ ان احکام کے اسرار و دلائل اپنے خداداد فکر رسا سے بیان کریں تو علماء اسلام احکام قرآن کے دلائل و اسرار

اسرار کے بیان سے تعرض نکرتے۔ اور اپنے اس بیان کو قرآن کا فخر و کمال نہ سمجھتے۔ قرآن کے عدم التزام بیانِ اسرار دلائلِ جملہ احکام اور علماء کے تعرض بیانِ اسرار دلائلِ احکامِ قرآن سے صاف ثابت ہے کہ کادیانی نے جو اس کے برخلاف اصول مقرر کیا ہے۔ کہ الہامی کتاب وہ ہے جو اپنے دعاوی کے دلائل خود بیان کرے۔ کوئی دوسرا اسکے دعاوی کے دلائل سے تعرض نہ کرے۔ اور جس کتاب کے دعاوی کے دلائل کو کوئی دوسرا شخص بیان کریگا اس کتاب کو الہامی تسلیم نکیا جاویگا" ملحدانہ اصول ہے جس سے کادیانی کا مقصود یہ ہے کہ اہل مذاہب خصوصاً اہل اسلام جب اپنی کتابون کی دعاوی واحکام کے دلائل اپنی کتابون مین موجود نہ پائین گے تو ان کتابون کی پیروی سے دست بردار ہوجائینگے اور اپنے مذہب خصوصاً اسلام کو سلام کرکے کادیانی کی طرح ملحد و دہریہ بن جائین گے۔

اس پردہ دری اور افشار راز دلی کادیانی پر اگر وہ یہ کہے کہ میرے نزدیک قرآن مجید کا ہر ایک دعوے یا حکم قرآن ہی مین عقلی اور تواریخی دلائل سے مدلل ہے۔ لہذا اس اصول کی تاثیر سے لوگون کا قرآن اور اسلام سے دست بردار ہوجانا ناممکن ہے۔ تو اسکے جواب مین اس سے یہہ سوال کیا جائیگا کہ اگر آپ کا دلی اعتقاد یہی ہے تو براہ مہربانی آپ یہ فرماوین کہ زمانہ قدیم سے اسوقت تک کتنے مسلمان ایسے چلے آئے۔ یا اب موجود ہین؟ جو قرآن کے ہر ایک دعوی یا حکم کے دلائل عقلی یا تاریخی اس قرآن سے نکال سکتے ہین۔ اس سوال کے جواب مین وہ ضرور یہی کہیگا کہ تھوڑے اور بہت تھوڑے جو ایک ہاتھ کی انگلیون پر شمار کئے جاسکتے ہین اور اس زمانہ مین تو ہمارے (خود بدولت کادیانی کے) اور ہمارے مخلص احباب حکیم نورالدین وغیرہ کے سوا کوئی بھی ایسا نہین ہے۔ جو قرآن سے اسکے احکام اور دعاوی کے دلائل عقلی نکال کر بیان کرسکے اور اس جواب سے صاف نتیجہ نکلیگا کہ اکثر مسلمان جو اسوقت قرآن سے اسکے احکام و دلائل کا ثبوت عقلی یا تواریخی نہین نکال سکتے۔ اس اصول کے ذریعہ سے قرآن کے منکر اور دین اسلام سے مرتد ہوجائینگے جبکہ وہ ان دلائل کو اپنے سمجھ و خیال مین قرآن مین نہ پاوین گے اور یہ وہی نتیجہ ہے جو ہمنے آپ کے اس ملحدانہ اصول سے نکالا ہے۔ ہم نے اسمین اور کونسا بھس ملا دیا ہے؟

کادیانی اگر دل سے مسلمان ہوتا۔ اور مذہب سے اسکو کچھ تعلق ہوتا تو بجاے اس ملحدانہ اصول کے کہ "کتاب الہامی کے دعوے کی عقل یا تاریخ مصدق ہو تو وہ الہامی کتاب ہو سکتی ہے" یہ اصول بیان کرتا۔ کہ "الہامی کتاب وہ ہے جسکا کوئی دعوی محال و قرارداد عقل انسانی کے مخالف نہو۔ یا واقعات اتفاقیہ تاریخیہ اس کی مکذب نہون" اس اصول سے وہ اپنے ظاہری حریفون عیسائیون پر فتحیاب بھی ہوتا۔ اور اس اصول سے وہ ان کے عقیدۂ الوہیت مسیح یا تثلیث کو آسانی سے باطل کر سکتا۔ اور اسلام کے کسی اصول و مسئلہ پر حملہ آور بھی نہ سمجھا جاتا۔ اور ملحد و زندیق نہ کہلاتا۔ کیونکہ الوہیت مسیح محال اور فتوی عقل انسانی کے مخالف ہے۔ اسلئے اس اصول سے اسکا ابطال ہو سکتا ہے۔ اور اسلام کا کوئی اصول و مسئلہ عقل انسانی اور واقعات اتفاقیہ تاریخی کا مخالف نہین ہے۔ (گو اس کے بعض احکام و عقائد احاطہ ادراک عقل سے خارج ہین۔ عقل انکی کنہ اور حقیقت کو نہین پہنچتی اور اس وجہ سے ان کی تصدیق و تکذیب دونو سے قاصر و عاجز ہے۔) ایسی ہی تاریخ ان کی تصدیق یا تکذیب سے ساکت ہے ولہذا اسلام پر اس اصول کا کوئی اثر نہین پڑتا۔

اور محال اور مجہول الکنہہ مین جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ اول کو عقل جائز نہین رکھتی بلکہ صاف رد کرتی ہے۔ اور ثانی کے ادراک سے عاجز ہونیکے سبب اسکی نہ تصدیق کرتی ہے اور نہ اسکو رد کرتی ہے۔ ایسا ہی تواریخ کی تصدیق یا موافقت اور عدم تکذیب یا عدم مخالفت مین فرق ہے۔ تاریخ کسی امر کی تصدیق یا موافقت اسی صورت مین کرتی ہے جبکہ وہ امر تاریخ مین مذکور ہو۔ اور عدم تکذیب یا عدم مخالفت سکوت محض سے بھی ہو سکتی ہے۔ یعنی جس امر سے تاریخ ساکت ہو اوسکی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ تاریخ اس کی مکذب یا مخالف نہین ہے۔ مگر کادیانی چونکہ فلسفہ و منطق سے جاہل ہے وہ ان الفاظ اور انکے مفاہیم مین فرق نہین کرتا۔ اور ایک کی جگہہ دوسرے کو استعمال مین لاتا ہے۔ اور اس سے اپنا جاہل اور زندیق ہونا ثابت کر رہا ہے۔

اس اصول ملحدانہ کی تقریر کے ضمن مین کادیانی نے جو نیا استقرار کو

تاریخی سلسلہ کا ایک جزر ٹھیرایا ہے۔ اسمین اسنے اپنی جہالت کا اظہار کیا ہے۔ اور اتنا نہین سمجھا کہ استقرا عقلی دلیل ہے۔ (چنانچہ خود کادیانی نے قول آیندہ مین اسکو قیاسات کا یقینی قسم ٹھیرایا ہے۔) اور تاریخ نقلی سلسلہ ہے۔ پھر امر عقلی سلسلہ نقلی کا جزر کیونکر ہوسکتا ہے۔؟

سوال اول کی تقریر مین جو ثالثاً آیت "قد خلت من قبله الرسل" سے کادیانی نے استدلال کرکے کہا ہے کہ یہ (آیت) قیاس استقرائی کے طور پر ایک استدلال لطیف ہے کیونکہ قیاسات کی جمیع اقسام سے استقرا کا وہ اعلیٰ شان کا مرتبہ ہے کہ اگر اسکو یقینی اور قطعی مرتبہ سے نظرانداز کردیا جائے تو دین و دنیا کا سلسلہ بگڑ جائے۔ اسی جہتہ سے اللہ جل شانہ نے سب سے پہلے قیاس استقرائی کو پیش کیا ہے۔ اور فرمایا کہ حضرت مسیح بیشک نبی تھے۔ مگر وہ انسان تھے تم نظر اد ٹھاکر دیکھو۔ کہ جب سے یہ سلسلہ تبلیغ اور کلام الٰہی نازل ہونیکا شروع ہوا ہے تب سے انسان ہی رسول ہوکر آئے ہین یا کبھی اللہ کا بیٹا بھی آیا ہے"۔ اس مین کادیانی نے **جہالت اور کفر کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ جہالت اسکا اس بات پر زور دینا ہے۔ کہ قیاس استقرائی قطعی و یقینی دلیل ہے۔** قیاس استقرائی سے جو کادیانی کی مراد ہے اسکی تفصیل اسنے پرچہ ۲۴ مئی ۱۹۱۳ء مین بایں الفاظ کی ہے۔ "مسٹر عبداللہ آتھم صاحب مجھ سے دریافت فرماتے ہین کہ استقرار کیا چیز ہے اور استقرار کی کیا تعریف ہے۔ اسکے جواب مین واضح ہو کہ استقرار اسکو کہتے ہین کہ جزئیات مشہودہ کا جہانتک ممکن ہو تتبع کرکے باقی جزئیات کا ان ہی پر قیاس کردیا جائے۔ یعنی جسقدر جزئیات ہماری نظر کے سامنے ہون۔ یا تاریخی سلسلہ مین ان کا ثبوت ملسکتا ہو تو جو شان خاص اور ایک حالت قدرتی طور پر وہ رکھتے ہین اسپر تمام جزئیات کا اس وقت قیاس کرلین"۔

اور پھر اسی مراد سے قیاس استقرائی کو قطعی و یقینی بھی کہدیا ہے۔ یہ ایسی جہالت ہے جسپر ادنی طالب علم جس نے منطق کے کوچہ مین ہوکے سے بھی گذر کیا ہو۔ اور اسکے ابتدائی رسالے ایساغوجی تہذیب وغیرہ کو دور ہی سے دیکھا ہو۔ جرئت نہین کرسکتا۔ ایسا استقرار جسکی

کادیانی نے تغییر کی ہے باتفاق عقلا ظنی ہے۔ اور چھوٹی بڑی کتابون مین اسکے ظنی ہونے پر تصریح موجود ہے۔ ہم کادیانی اور اسکے ان اتباع کو جو کسیقدر اہل علم کہلاتے ہین۔ اور پھر کادیانی کی ایسی جاہلانہ باتون پر اسکے ہان مین ہان ملاتے ہین۔ اور اسکو جاہل سمجھکر اسکا ساتھ نہین چھوڑتے (جیسے حکیم نورالدین بھیروی جھونی۔ اور منشی (یا) مولوی محمد احسن امروہی بھوپالی) کو نادم کرنے کے لئے منطق کی ایک چھوٹی سی کتاب تہذیب اور اسکی شرح کی عبارت مع ترجمہ وتشریح نقل کرتے ہین۔ جو اس استقرار کو ظنی قرار دیتے ہین۔ تہذیب مین کہا ہے۔ استقرار جزئیات کی تتبع وتلاش (جس سے حکم کلی ثابت کرنا مدنظر ہو) کا نام ہے۔ اس کی شرح مین کہا ہے استقرار دو قسم ہے۔ ایک کامل دوسرا ناقص۔ کامل وہ ہے جسمین تمام جزئیات (یعنے نہ صرف اکثر) کا تتبع پایا جائے۔ یہ استقرار قیاس مقسم کی طرف رجوع کرتا ہے۔ (جو قضیہ منفصلہ اور حملیہ سے مرکب ہوتا ہے) جیسا ہمارا یہ کہنا کہ جو حیوان ہے وہ دو حال سے خالی نہین۔ وہ ناطق ہوگا۔ (جیسا انسان ہے) یا غیر ناطق (جیسے گھوڑا) اور جو ناطق ہے۔ وہ دیکھنے والا چھونے سننے والا ہے۔ اور جو غیر ناطق ہے۔ وہ بھی دیکھنے یا چھونے سننے والا اس سے نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ جو حیوان ہے وہ دیکھنے چھونے سننے والا ہوتا ہے۔ یہ قسم استقرار (قیاس مقسم) یقین کا سبب ہوتا ہے۔ ناقص وہ ہے جسمین اکثر جزئیات کے حال کا تتبع کیا جاتا ہو اور اس سے تمام جزئیات کا حکم نکالکر اس حکم کو

الاستقراء تصفح الجزئیات لاثبات حکم کلی۔ ھو اما تام یتصفح حال الجزئیات باسرھا وھو یرجع الی القیاس المقسم کقولنا کل حیوان اما ناطق او غیر ناطق وکل ناطق حساس وکل غیر ناطق حساس ینتج کل حیوان حساس وھذا القسم یفید الیقین واما ناقص یکتفی فیہ بتتبع اکثر الجزئیات کقولنا کل حیوان یحرک فکہ الاسفل عند المضغ لان الانسان کذلک والفرس والبقر کذلک الی غیر ذلک مما صادفناہ من افراد الحیوان وھذا القسم لا یفید الا الظن اذ من الجائز ان یکون من الحیوانات التی لم نصادفہ ما یحرک فکہ الاعلی۔ عند المضغ کما نسمعہ فی التمساح (شرح تھذیب المنطق)

کلی بنایا جاتا ہے۔ (اور اسی استقرار کی قطعیت کا کادیانی کو دعوے ہے) اور یہ قسم استقرار بجز ظن کسی امر کے مثبت نہین ہوسکتا۔ اسکی مثال ہمارا یہ قول و قیاس ہے کہ جو حیوان ہے وہ کسی چیز کو کھانے اور اوسکو چبانے کے وقت اپنے منہ کا نیچے کا جبڑا ہلایا کرتا ہے جو اس تتبع و تلاش بعض جزئیات سے پیدا ہوا ہے کہ انسان کو دیکھا جاتا ہے تو وہ نیچے کا جبڑا ہلاتا ہے۔ گھوڑے۔ گائے بھینس کو دیکھا جاتا ہے تو وہ نیچے کا جبڑا ہلاتے ہین۔ ایسا ہی جس حیوان کو ہمنے پایا اسکے نیچے کا ہی جبڑا ہلتا دیکھا ہے۔ اس سے ہمنے قیاس کیا اور حکم کلی لگادیا کہ جو حیوان ہے وہ نیچے ہی کا جبڑا ہلاتا ہے مگر یہ قسم قیاس بجز ظن کسی امر کا مثبت نہین ہوتا۔ کیونکہ اس امر کا جواز و امکان ہے کہ جن حیوانات کو ہمنے نہین دیکھا وہ نیچے کا نہین بلکہ اوپر کا جبڑا ہلاتے ہون۔ جیسا کہ سنسار (جسکو عربی مین تمساح کہتے ہین۔ اور فارسی مین نہنگ) کا ایسا ہی حال سنا گیا ہے"

کادیانی صاحب! اس عبارت کو پڑھکر ڈوب مرو۔ حکیم نورالدین صاحب اور منشی احسن صاحب کادیانی شرم نکرے تو آپ ہی کچھہ شرم سے کام لین اور کچھہ کہا کر مرجائین یا آیندہ ایسی جاہل کا (جو استقرار قیاس غیر منقسم کو قطعی کہتا ہے) ساتھ چھوڑدین یا ہمکو کسی چھوٹی بڑی کتاب منطق مین دکھلادین کہ ایسا قیاس جسکی کادیانی نے تفسیر کی ہے۔ قطعی و یقینی ہوتا ہے۔ اور اسپر جو چاہین العالمین اس قول مین جو کفر ہے وہ کادیانی کا یہ کہنا ہے کہ خدا تعالے نے اس آیت مین قیاس استقرائی سے کام لیا ہے۔ اور تتبع جزئیات کرکے اسپر قیاس کیا۔ اور اس سے یہ عام اور کلی حکم نکال لیا ہے کہ جو نبی ہوا ہے وہ انسان ہوا ہے۔

اسمین کادیانی کی کفر بکا ہے (۱) خدا تعالی کے علم کو جزئیات سے مستفاد ٹھیرایا ہے۔ (۲) اور اسکے لئے اکمال بالغیر تجویز کیا ہے۔ (۳) اور اسکے علم کو تابع و فرع حوادث بنا کر حادث ٹھیرایا ہے۔ قرارداد اہل اسلام مین خدا تعالے کا علم ذاتی و ازلی ہے خدا تعالے حوادث جزئیہ کو انکے موجود ہونے سے پہلے جانتا تھا۔ ان جزئیات سے اس نے علم حاصل نہین کیا۔ اس آیت مین اس نے اپنے علم ذاتی اور قدیم کا اظہار کیا۔ اور اپنے ذاتی علم سے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ بھی ایسے ہی انسان تھے۔

جیسے پہلے رسول انسان گذرے ہین - یہ ہرگز نہین ہوا - کہ خدا تعالے نے حضرت آدمؑ و حضرت ابراہیمؑ و موسیٰؑ وغیرہ انبیاء کو انسان دیکھکر انپر قیاس کیا ہو اور اس سے نکال لیا ہو - کہ آور رسول بہی ایسے ہی انسان ہونگے یہ قیاس تو انسان کا کام ہی جو جزئیات کی تتبع سے علم حاصل کرتا ہی نہ خدا تعالے و تقدس کا جسکی ذات اپنے غیر سے غنی - اسکا علم قدیم ساری صفات قدیم - ع

کہ علمش قدیم ست و ذاتش غنی ٭

عیسائیون کے اس سوال مقدر کے کہ بیبل مین مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا کے جواب مین جو کادیانی رابعًا کہا ہے کہ اس صورت مین بیٹون کی تعداد بڑہجائیگی کیونکہ بیبل مین اورون کو بہی بیٹا کہا گیا ہے - بلکہ بعض کو پہلوٹہا - یہہ جواب درحقیقت لاجواب ہے - اسمین کادیانی مسلمانون کے ساتھہ رہا - اور قدیم عیسائیون کا مخالف اور مقابل بنا - عیسائیون سے اس کے جواب مین کچہہ بہی بن نہین پڑا - چنانچہ ریویو جوابات عیسائیون کے ذیل مین بیان کیا جاوے گا -

آیت قد خلت من قبلہ الرسل سے جو کادیانی نے دوسری دلیل نکالی ہے - اور خامسًا یہ بات کہی ہے - کہ "امہ صدیقہ" اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت مسیحؑ اگر خدا کے حقیقی بیٹے ہوتے تو اورون کی طرح اپنے تولدین والدہ کے محتاج نہوتے - یہانتک تو کادیانی کا کہنا درست و بجا ہے - بیشک مطلق احتیاج وافتقار خواہ کسی چیز کی طرف ہو الوہیت کی منافی ہے - خدا تعالے صمد ہے - وہ کسی امر مین کسیکا محتاج نہین - اور ہر ایک کی حاجت وہ پوری کرتا ہے - اس کے بعد جو کادیانی نے سادسًا کہا ہے کہ مسیحؑ کی والدہ انسان تہی تو ضرور ہے کہ حضرت مسیح بہی انسان ہون - کیونکہ ہر ایک جاندار کی اولاد اوس کی نوع کے موافق ہوتی ہے - اور قانون قدرت خداوندی اسیطرح واقع ہے" - اسپر آیت مذکورہ بالا یا تمام قرآن مین کوئی حرف شاہد نہین اور نہ قرار داد اہل اسلام مین اسکی تائید و تصدیق پائی جاتی ہے - نہ قانون قدرت خداوندی اسکا مصدق ہے - نہ عقل اسپر شاہد ہے - بلکہ اسکا ماخذ و اصل کادیانی کا چہپا مذہب نیچری ہے - اور اسی مذہب نیچری سے اس نے یہ بات نکالی ہے کہ ایک حیوان سے اسکی نوع

سے مغائر پیدا ہونا قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ قانون قدرت سے اسکی مراد یہی نیچر ہے جس کے نام لینے سے اسکو تقیہ مانع ہے۔

قرآن کا تو یہ حکم ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی خدا تعالےٰ ہر شے پر (جو صلاحیت وجود و امکان رکھتی ہے اور مشیت ایزدی اسکے متعلق ہو سکتی ہے) قادر ہے۔ وہ چاہے تو مٹی سے انسان پیدا کر دے۔ جیسا کہ اوس نے پہلے حضرت آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا۔ اور آخر حشر کے وقت یونہی زمین سے انسان کو کھڑا کر دیگا۔ قرار دادِ اہل اسلام یہ چلا آیا ہے کہ اللہ جلّشانہٗ نے حضرت صالحؑ کی اونٹنی کو پہاڑ شق کر کے پیدا کیا جس سے اس وقت تک کسی مسلمان نے انکار نہین کیا۔ ہان اس سے مُنکر ہین تو آپ کا دیانی صاحب ہین۔ یا آپکے پیر و مُرشد و ہادی و رہبر سرسید جنہون نے اپنی تفسیر مین اس سے انکار کیا ہے۔

قانونِ قدرت یا (کادیانی کے سمجھانے کیلئے کہو کہ) نیچر محسوس و مشاہد مین ہی ایسا ہی دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض حیوان اپنی نوع کے مخالف مادہ سے جُفت ہوتے ہین تو ان سے ایسے مولود پیدا ہوتے ہین جو نہ تو نر کی نوع سے ہوتے ہین نہ مادہ کی۔ بلکہ نیم ٹر اور ہی نوع کے ہوتے ہین۔ از انجملہ ایک خچر ہے جو نہ گدہے کی نوع سے ہے۔ نہ گھوڑے کی نوع سے بلکہ گدہی کے پیٹ سے بہیڑیا پیدا ہونا دیکھا نہین پر سُنا ہے۔ اور اسکو اشاعۃ السُّنۃ نمبر ۱۲ جلد ۲ مین بصفحہ ۳۵۶ بیان کیا گیا ہے۔ درختون مین اسکی نظیر سنگترہ (یا رنگترہ) ہے جو دونو جانب (نر مادہ) کی نوع سے نہین۔ بلکہ تیسرا نوع ہے۔ رنگترہ پر مٹھے کا پیوند کرنے سے پھر رنگترہ کی نوع کے مخالف مٹھے لگنے شروع ہو جاتے ہین۔

عقل کے فتوٰی سے یہ امر کہ ایک چیز سے اوسکی نوع سے مغائر چیز پیدا ہو جائے حدِ امکان مین داخل ہے۔ اور کوئی عقلی دلیل اس امر کے محال ہونے پر قائم نہین ہے۔ اور نظائر مذکورہ بالا اس امکان کی فعلیت ظاہر کر رہی ہین۔ اس بیان سے صاف ثابت ہے کہ کادیانی کی وہ بات قرآن اور قرار دادِ اہل اسلام اور قانون قدرت اور عقل سب کے مخالف ہے۔ معہذا

اسکو آیت مذکورہ سے کوئی تعلق نہین ہے۔ اور نہ ابطال الوہیت مسیح کے لئے اس بات کے کہنے کی کچھ ضرورت ہے۔ اس ابطال کے لئے یہی بات کافی ہے۔ جو آیت مذکورہ سے سمجھی جاتی ہے۔ (اور کادیانی نے بھی کہی ہے) کہ حضرت مسیح کی والدہ تھی۔ جس سے وہ پیدا ہوئے اور وہ اپنی پیدائش مین اسکے محتاج تھے دبس۔

آیت مذکورہ سے جو کادیانی نے تیسری دلیل نکالی۔ اور سابقاً یہ بات کہی ہے کہ حضرت مسیح اور اون کی والدہ کھانا کھایا کرتے۔ اور اسکے محتاج تھے۔ اور یہ احتیاج کھانے کی الوہیت کی منافی ہے۔ یہ بھی درست و بجا ہے۔ بیشک مطلق احتیاج کھانے کی طرف ہو یا کسی اور چیز کی طرف الوہیت کے مخالف ہے۔ مگر جو اس کے ساتھ کادیانی نے اپنے خانگی وخیالی فلاسفے بگھارے۔ اور یہ بات کہی ہے کہ انسان کو کھانے کی احتیاج اسلئے ہوتی ہے کہ اسکا بدن تحلیل ہوتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ چند سال مین پہلا بدن معدوم ہوکر دوسرا بدن پیدا ہوجاتا ہے۔ اور کھانا تحلیل شدہ بدن کا بدل بنتا ہے۔ یہ محض لغو بیہودہ بات ہے۔ اسکو نہ آیت کے کسی لفظ یا اوسکی تفسیر سے تعلق ہے۔ نہ ابطال الوہیت مسیح اسپر موقوف ہے۔ کادیانی نے یہ اجنبی بات کہکر خرد ج از مبحث کیا۔ اور اپنے خصوم کو اس کے متعلق فضول نکتہ چینی کا موقع دیا۔ چنانچہ ملاحظہ اقوال آیندہ فریقین سے ناظرین کو معلوم ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے

یہ کادیانی کی تقریر پرچہ اول کے مطابق اسلامی رائے ہے۔ اب فریق ثانی کے پرچہ اول کے متعلق رائے ظاہر کیجاتی ہے۔ اس مقام مین گو صرف مضامین پرچہ اول فریق ثانی کا ریویو مدنظر ہے۔ مگر اس فریق کے جملہ متمسکات کا (جو الوہیت مسیح کے متعلق اس فریق نے پیش کئے ہین۔ اور وہ اون کے دوسرے دن پرچون مین مذکور ہین۔ ریویو بھی اس مقام مین کیا جائیگا۔ تاکہ بار بار اس کے ریویو کی نوبت نہ آوے اور ضرورت نہ رہے۔

تقریر اول فریق ثانی کے متعلق اسلامی رائے

ڈپٹی آتھم نے جو کادیانی کی تیسری بات کے جواب مین اولاً کہا ہے۔ اسکا مضمون اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah.